بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اگر ایک شخص آپ کے پاس اپنی کوئی ضرورت اور حاجت لے کر آئے تو اس کی مدد کی ایک صورت تو یہ ہے کہ آپ فوری طور پر اس کی ضرورت کو رفع کر دیں اس کو روپیہ کی ضرورت ہے آپ روپیہ دے دیں اسے نوکری کی جستجو ہے اسے نوکری دلا دیں اسے مکان درکار ہے آپ مکان فراہم کر دیں۔ لیکن اس کے علاوہ مدد کی ایک دوسری صورت بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اس شخص کے حالات کو اس طرح تبدیل کر دیں کہ پھر آئندہ کبھی اس کو اس ضرورت سے دوچار ہونے کی نوبت ہی نہ آئے اور وہ کسی کا دست نگر ہوئے بغیر خود اپنے بل بوتہ پر اپنی زندگی بسر کر سکے مثلاً ایک روپیہ کے ضرورت مند کو آپ کسی صنعت و حرفت کی تعلیم دلا دیں کہ پھر اسے نہ روپیہ مانگنے کی حاجت ہو اور نہ نوکری کی جستجو ہو اور اگر اسے مکان نہ ملتا ہو تو وہ خود اپنا مکان بنوا سکتا ہو۔ ظاہر ہے شخصی مدد کی ان دونوں صورتوں میں سے دوسری صورت بہت زیادہ موثر کارگر اور مدد کی بنیادی و افادی صورت ہے۔

آج کل ہند میں مسلمانوں کو جو معاملات پیش آ رہے ہیں ان میں حکومت اور کانگرس اور مسلمان زعما اور خاص طور پر جمعیۃ علمائے ہند کے اکابر مسلمانوں کی جو مدد کر رہے ہیں وہ زیادہ تر پہلی ہی قسم کی مدد ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء کی کوششوں کا جو ریکارڈ قائم ہوا ہے وہ نہایت عظیم الشان اور ہر طرح لائق تحسین و آفریں ہے۔ کتنے مسلمان ہیں جن کی جائدادیں کسٹوڈین کے قبضہ سے واگذار ہو گئیں کتنے ہی مظلوم و ستم رسیدہ ہیں جن کو کسی نہ کسی شکل میں ان کی ستم رسیدگی کی داد مل گئی۔ کتنے بے روزگار ہیں جن کو روزگار اور بے گھروں کو ان کے گھر واپس مل گئے۔ لیکن مدد کی ان سب کچھ کامیاب مثالوں کے باوجود مسلمانوں میں اب تک اپنے اوپر اور دوسروں پر اعتماد کرنے کی وہ اسپرٹ پیدا نہیں ہو سکی ہے جو ایک قوم کی تعمیر میں سنگ بنیاد کا کام دیتی ہے۔ اب تک شعوری یا نیم شعوری طور پر مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو اپنے آبائی و اجدادی وطن کو اپنے لئے پردیس اور یہاں کے قدیم باشندوں کو اجنبی محسوس کرنے لگا ہے اور اس کے برخلاف پاکستان میں اسلام کے نام سے جو اسٹیٹ بنی ہے اس کو اپنی اسٹیٹ اور اس اسٹیٹ میں رہنے والوں کو اپنے

ہی لوگ" سمجھتا ہے۔ اس ذہنیت کا نتیجہ یہ ہے کہ جمعیۃ علمار کی بامداد حکومت و کانگرس مسلمانوں کو ہند میں روکنے کی تمام کوششیں اپنی جگہ پر! اور پاکستان میں عام بے روزگاری، پریشان حالی، اور کس مپرسی کی داستانیں بھی "حرفِ نگفتۂ شما بر لب کو دکاں رسید" کی مصداق، لیکن اس سب باتوں کے باوجود پاکستان کو بھاگ نکلنے کا عقبی دروازہ کسی وقت سنسان نظر نہیں آتا جس کو جب اور جس طرح موقع ملتا ہے۔ چل کھڑا ہوتا ہے اور پھر مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ اس طرح کے جانے والوں میں کوئی شخص اگر لیڈر قسم کا انسان ہوتا ہے تو اپنے "خیالی دار الحرم" میں پہنچ کر وہ ہند اور یہاں کی حکومت کی نسبت اس طرح کے بیانات شائع کرتا ہے جو خود ہند کے مسلمانوں کی پوزیشن کو مشتبہ کر دیتے اور خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔

یہ صورتِ حال ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت کے لئے تو صبر آزما اور پریشانی کا باعث ہونی ہی چاہئے کیونکہ جب یہاں کے سر برآوردہ مسلمانوں کا معاملہ یہ ہوگا کہ آج وہ حلف وفاداری اٹھاتے ہیں اور کل پہلے ہوائی جہاز سے پاکستان کی راہ لیتے ہیں آج پارلیمنٹ میں گورنمنٹ کی حمایت میں بولتے ہیں اور اس کے دوسرے ہی دن اس ملک کو خیرآباد کہہ جاتے ہیں تو گورنمنٹ کے لئے یہ مشکل ہوگا کہ وہ کس پر اعتماد کرے اور کس پر نہ کرے۔ اس طرح اقلیت کے معاملات ہمیشہ حکومت اور اس کے کارکنوں کے لئے ناقابلِ حل معمہ بنے رہیں گے اور وہ کبھی صاف دل و دماغ کے ساتھ ان معاملات پر غور نہ کر سکے گی۔ لیکن اگر پاکستان گورنمنٹ کشمیر کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کے جذبات سے الگ ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرے تو ناخواندہ مہمان کی حیثیت سے ہندی مسلمانوں کے پاکستان پہنچ جانے کی یہ صورت خود پاکستان گورنمنٹ کے لئے بھی ناقابلِ برداشت ہونی چاہئے کیونکہ اول تو یوں ہی پاکستان میں ابھی لاکھوں مہاجرین پڑے ہوتے ہیں جن کی آبادکاری کا اسے بندوبست کرنا ہے یہ لوگ وہاں پہنچکر سوائے اس کے کہ بے گھروں اور بے روزگاروں کی تعداد میں اضافہ کریں اور کیا کر سکتے ہیں پھر پناہ گزینی کی زندگی (جیسا کہ ہند اور پاکستان میں اس کا تجربہ ہو رہا ہے) انسان میں غیر اخلاقی اور غیر ذمہ دارانہ افعال و اعمال کی جرأت اور ان کے ارتکاب میں بے باکی و بے خوفی پیدا کر دیتی ہے اس بنا پر یہ نئے مہاجرین پاکستان پہنچ کر عناصرِ شر و فساد کی تقویت کا سامان ہوں گے جو ایک حکومت کے لئے گوارا نہ ہونا چاہئے، پاکستان گورنمنٹ کی مخالف ابھی ہی کیا

کچھ کم پارٹیاں ہیں جو ان میں دراضافہ کی اور ان کی تقویت کی ضرورت ہو پھر ان سب سے زیادہ اہم اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر ہندی مسلمانوں کی تعداد پاکستان میں اسی طرح بڑھتی رہی تو اندیشہ ہے کہ آگے چل کر صوبائی عصبیت جواب بھی کچھ کم نہیں ہے ایک انتہائی ناگوار صورت اختیار کر جائے اور گورنمنٹ کو اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے۔ علاوہ بریں اس کا اثر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے غیر مسلم باشندوں پر اس کے ناگوار اثرات پڑیں اور وہ اضطراراً یا باختیار خود ان نوواردوں کے لئے جگہ خالی کر دیں اگر ایسا ہوا تو اس کا اثر ہند کے باقی مسلمانوں پر پڑے گا اور انجام کار یہ ہو گا کہ ہند اور پاکستان دونوں پناہ گزینوں کی مشکلات اور ان کے معاملات و مسائل کو حل کرنے ہی میں لگے رہیں گے اور دونوں کو کم از کم ایک نسل تک اس کا موقع نہیں ملے گا کہ ملک کے دوسرے اہم اور تعمیری کاموں کی طرف یکسوئی کے ساتھ توجہ کریں، لازمی طور پر اس کا اثر یہ بھی ہو گا کہ ملک میں گورنمنٹ کی مخالف پارٹیوں کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے پناہ گزینوں کی آڑ لے کر اپنا پروپگنڈا کرنے کا موقع ملتا رہے گا اور حکومت کو کبھی عوام میں ہر دلعزیزی حاصل نہ ہو سکے گی۔

بہرحال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے اثرات بہت دوررس ہو سکتے ہیں اور اس کا حل پیدا کرنا دونوں ہی حکومتوں کا فرض ہے لیکن ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں ہے کہ چونکہ تقسیم ہند کی بنیاد مطالبۂ پاکستان ہے اور پاکستان کے معنی ہی یہ تھے کہ اس کے لئے ووٹ تو ئے جائیں غیر منقسم ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے اور جب پاکستان کا تخیل وجود میں آجائے تو ہندوستان میں اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو انتہائی غیر موثر اقلیت کی شکل میں چھوڑ کر ان سے قطع تعلق کر لیا جائے اس بنا پر پاکستانی گورنمنٹ کا وہاں کے لوگوں کا اور وہاں کے اخبارات و جرائد کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ ہند گورنمنٹ کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا رشتہ زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔ ہند گورنمنٹ اگر اس راہ میں پاکستان کی طرف ایک بالشت بڑھے تو پاکستان کو دو بالشت بڑھنا چاہئے۔ پاکستان کی اقلیت کے ساتھ صرف منصفانہ نہیں بلکہ فیاضانہ اور برادرانہ برتاؤ قولاً نہیں بلکہ عملاً ہونا چاہئے ملکی اور غیر ملکی اخبارات میں ہند کی نسبت جو غلط اور گمراہ کن پروپگنڈا ہو رہا ہے اسے فوراً بند ہونا چاہئے اور احساس کمتری سے جو ہند کی طرف سے حملہ کا خوف دلا کر وہاں جنگ کی سی فضا پیدا کر دی ہے حالانکہ ہند کے کسی گوشہ میں کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں یہ انتہائی مضحکہ انگیز بھی ہے اور سخت تباہ کن بھی۔ اس کی فوری طور پر روک تھام ہونی چاہئے اور ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ ضرورت ہے کہ یا تو جس طرح مشرقی اور مغربی بنگال میں پرمٹ سسٹم نہیں ہے اسی طرح پنجاب کے دونوں حصوں سے بھی یہ سسٹم اٹھا دیا جائے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ایک تاریخ مقرر کر کے اعلان کر دیا جائے کہ اس کے بعد ایک ملک سے دوسرے ملک میں آکر بسنے والوں کو حقوق شہریت نہیں دئے جائیں گے البتہ ایک ملک کے لوگوں کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اس ملک کی قومیت کو قائم رکھتے ہوئے دوسرے ملک میں ملازمت یا کاروبار کے سلسلہ میں قیام کر سکتے ہیں۔ دونوں حکومتوں نے اگر ایمانداری اور م

م خلوص کے ساتھ ان میں سے کسی ایک شکل کو اختیار کیا تو امید ہے کہ دونوں ملکوں میں عقبی دروازہ سے نکل بھاگنے کا جو سلسلہ قائم ہے وہ ختم ہو جائے گا اور پاکستانی اقلیت کو اپنی پاکستانی قومیت کا اور ہند کے مسلمانوں کو اپنی ہ
ہ ہندی قومیت کا صحیح احساس پیدا ہو جائے گا ——— یہ تو مسلمانوں کی مؤثر تر مدد کی جس کا ہم نے نمبر ۲ میں ذکر کیا ہے وہ تدبیر ہے جو صرف حکومتیں ہی کر سکتی ہیں اور انھیں کرنا چاہئے لیکن اس سلسلہ مہ
مہ میں خود ہند کے مسلمان، ارباب فکر علما کو کیا کرنا چاہئے اس پر آئندہ اشاعت میں گفتگو کریں گے۔